الامام المنتظر

عالی جناب سرکار حجۃ الاسلام علامہ محمد حسین صاحب فاضل عراق مدرس اعلیٰ مدرسہ محمدیہ سرگودھا

خروجِ امام لامحالۃ قائمٌ — یقوم علیٰ اسم اللہ والبرکات
یمیّز فینا کل حق و باطلِ — ویجزی علی النعماء والنقمات

مدت سے بعض احباب کا مجھ سے یہ تقاضا تھا۔ کہ میں قومی جرائد میں مضامین کا سلسلہ جاری کروں۔ لیکن بعض مصالح و حکم نیز تعلیمی مشاغل کی کثرت کی وجہ سے میں اس سلسلہ جلیلہ کے اجراء سے تاحال قاصر رہا۔ لیکن دارالعلوم محمدیہ سرگودھا میں آنے کے بعد بعض مخلص احباب کے پیہم اصرار نے مجھے اس امر پر مجبور کر دیا۔ کہ میں مدارس عربیہ بلکہ حقائق مذہبیہ کے ترجمان مجلّہ علمیہ "المبلّغ میں سلسلہ مضامین جاری کروں

چنانچہ بموجب المجبور معذورٌ بکرہ خاطر بسم اللہ مجریہا و مرسٰلہا پڑھتے ہوئے اس دریائے موج افزا میں سفینۂ قلم کو ڈال دیا ہے۔ و ھو حسبی و نعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ بطور تبرک و تیمن اپنے اس سلسلہ کی ابتدائی کڑی کو حضرت ولی عصر امام زمان، حجت ابن الحسن سے مخصوص کر دیا ہے۔ اگر ان جناب اور ان کے آباء طاہرین علیہم السلام کی نظر عطوفت سے خلاق عالم کی تائید و تسدید شاملِ حال رہی۔ نیز ناظرین گرامی نے بھی دلچسپی کا مظاہرہ فرمایا۔ تو انشاءاللہ آئندہ بھی اس مبارک اقدام کو جامۂ دوام پہنانے کی کوشش کی جائے گی۔ اور ہر ماہ حسب استطاعت موضوعات مہمہ پر کچھ نہ کچھ ضرور لکھا جائے گا۔ وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق

تمام محققین علمائے اسلام کے نزدیک یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ حضرت مہدی عجل آخر زمانہ میں ضرور ظہور فرمائیں گے۔ کتب فریقین میں اس کے متعلق روایات حد تواتر سے بڑھی ہوئی ہیں۔ بلکہ تمام اہل ادیان ایک مصلح اعظم کے آنے کے منتظر ہیں جیسا کہ مختلف ملل و نحل کے عقائد و نظریات پر نظر کرنے والے حضرات پر مخفی نہیں ہے اگرچہ تشخیص و تعیین میں قدرے نزاع ہے۔ ہاں مسلمانوں کے اندر اگر قدرے اختلاف ہے تو فقط اس امر میں کہ وہ حضرت متولد ہو چکے ہیں یا ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔ چنانچہ تمام شیعہ خیر البریہ اور اہل سنت کا ایک جم کثیر و جم غفیر اس امر کا قائل ہے کہ وہ حضرت متولد ہو چکے ہیں اور بقید حیات موجود ہیں مگر انظار عامہ سے مخفی و مستور ہیں۔ جب مشیت ایزدی ہوگی ظہور و بروز فرما کر زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دیں گے۔ بہر حال زیادتی بصیرت و رفع کدورت کے لئے ذیل میں ہم بالاجمال آنجناب کا تعارف کراتے ہیں اور نام و نسب کی تعیین اور مخالفین کے شبہات کا ابطال دلائل و براہین سے پیش کرتے ہیں

حضرت کا مختصر تعارف اور نام و نسب

اس امر پر اہل علم کا اتفاق ہے کہ حضرت صاحب العصر والزمان کا حضرت ختمی مرتبت کے ہم اسم اور ہم کنیت ہیں یعنی اسم گرامی م ح م د اور کنیت ابو القاسم ہے جیسا کہ متفق علیہ حدیث نبوی میں وارد ہے:۔

لو لم یبق من الدنیا الا یوم طول اللہ ذالک الیوم الی ان یبعث اللہ رجلاً من اہل بیتی اسمہ اسمی و کنیتہ کنیتی یملاء الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلماً و جوراً۔

اگر دنیا کا ایک ہی دن رہ گیا تو خداوند عالم اسی کو اتنا دراز کر دے گا کہ میرے اہل بیت سے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا جس کا اسم میرا اسم اور جس کی کنیت میری کنیت ہوگی وہ دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح پُر کر دے گا۔ جس طرح پہلے ظلم و جور سے پُر ہو چکی ہوگی۔ (مشکوٰۃ۔ صواعق محرقہ۔ الترمذی وغیرہ)

اور آپ کے القاب جلیلہ بہت زیادہ ہیں۔ سب کا شمار طوالت کا باعث ہوگا۔

فقط چند ایک القاب مشہورہ لکھے جاتے ہیں۔

المہدی، الہادی۔ حجت اللہ، امام زمان، المنتظر، بقیۃ اللہ القائم، خاتم الائمہ، والاوصیاء، المنتقم، المنصور۔

سلسلۂ نسب کے متعلق جملہ اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نسل رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اولاد علیؑ، فاطمہؑ ذریت حسین علیہم السلام سے ہوں گے۔ مشکوٰۃ اور ابن ماجہ میں جناب ام سلمہ سے مروی ہے قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من ولد فاطمہ علیہا السلام فرماتی ہیں۔ میں نے رسول پاک کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی اولاد فاطمہ علیہا السلام سے ہوں گے عرائس ثعلبی میں بروایت انس بضمن حدیث طویل آنحضرت سے مروی ہے۔ اما النجوم الزاہرۃ فہم الائمۃ من صلب الحسینؑ۔ والتاسع مہدیہم فرمایا چمک دمک والے ستاروں سے اولاد حسینؑ سے آئمہ دین مراد ہیں جن میں کا نواں مہدی ہوگا۔ الی غیر ذلک من الاخبار والآثار التی یضیق عن احصائہا نطاق البیان

ان حقائق کی روشنی میں مرزا قادیانی کا دعوائے مہدویت باطل و عاطل ہو گیا۔ جنہوں نے اپنی مہدویت کے اثبات میں ایک عجیب و غریب جال بچھا کر بیچارے سادہ لوح مسلمانوں کو اس میں پھنسانے کی سعی نافرجام کی۔ وہ اس طرح کہ حضرت مہدی نسل جناب سلمان فارسی سے ہوں گے۔ اور میں (مرزا صاحب) فارسی النسل ہوں۔ لہٰذا میں ہی مہدی ہوں۔ واہ سبحان اللہ کیا ہی انوکھا طرز استدلال ہے۔ غالباً شیخ چلی مرحوم کی روح بھی اس استدلال کو دیکھ کر کانپ جائے گی۔ بہر حال اس استدلال کا ابطال خود

حضرت سلمان کی زبان حق ترجمان سے بیان کیا جاتا ہے۔
جس سے واضح ہو جائے گا۔ کہ امام مہدی علیہ السلام ذریت
امام حسین علیہ السلام سے ہوں گے۔ ینابیع المودۃ صفحہ نمبر ۴۹۵
پر حذیفہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا۔ لو لم
یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث
رجلا من ولدی اسمہ اسمی فقام سلمان فقال یا رسول اللہ من ای
ولدک ھو قال من ولدی ھذا وضرب یدہ علی الحسین۔ حاصل ترجمہ یہ ہے کہ جب آنحضرت
نے حضرت مہدی کے اپنی اولاد میں سے ہونے کا تذکرہ فرمایا تو سلمان فارسی
سے کھڑے ہو کر یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ جناب آپ کے
کس بیٹے کی نسل میں سے ہوں گے۔ آنحضرت نے حضرت
امام حسین علیہ السلام پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ان کی پشت ہی سے
ہو گا۔ دیکھئے کہ جناب مرزا صاحب کو نسل سلمان ہونے سے
(بابر تسلیم) اپنی مہدویت کے اثبات میں کیا فائدہ حاصل ہوا
جب کہ خود سلمان نے حضرت مہدی کا اولاد حسینؑ
سے ہونا بیان کر دیا۔

حضرت مہدی کی ولادت باسعادت

حضرت ولی عصر امام زمان عجل اللہ فرجہ کی ولادت
باسعادت بتاریخ نیمہ شعبان ۲۵۵ھ میں بمقام سر من رائے
(سامرہ) واقع ہوئی۔ اطمینان قلب و تسکین نفس کیلئے مندرجہ
ذیل کتب اہل سنت ملاحظہ ہوں۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید
جلد اول صفحہ ۹۳ و جلد ۲ صفحہ ۴۹ اسعاف الراغبین مطبوعہ برحاشیہ
نور الابصار صفحہ ۱۰۴ تا صفحہ ۱۱۶ شواہد النبوت فصول مہمہ ابن صباغ
مالکی وغیرہ۔ حضرت شیعہ خیر البریہ کے علاوہ برادران
اہل سنت کے بہت سے محققین، علمائے اعلام نے
ان جناب کے متولد و موجود ہونے کی تصریحات فرمائی ہیں
جن کے دیکھنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت
حجت ابن الحسنؑ کے تولد و وجود اور ظہور کا عقیدہ فقط شیعوں
کا انفرادی عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ سارے مسلمانوں کا
اتفاقی نظریہ ہے۔ اس کو فقط شیعوں کا انفرادی
عقیدہ قرار دینے والے حضرات کی کوتاہ نظری یا افترا پردازی

ان علمائے اہل سنت کے اسمائے گرامی جنہوں نے حضرت امام زمان کے وجود مسعود کا اعتراف کیا ہے

واضح ہو کہ اہل سنت کے علمائے اعلام کی ایک بہت
بڑی جماعت نے آنجناب کے موجود اور انظار مردم سے
غائب و پوشیدہ ہونے کا اعتراف و اقرار کیا ہے۔ ان تمام
حضرات کے اسمائے گرامی کا اس مختصر مضمون میں ثبت و
ضبط کرنا علاوہ اس کے کہ باعث طوالت ہے مشکل بھی ہے
ہاں محض غافلین کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے
ذیل میں ان کے چند اعظم علماء کے اسمائے مع حوالہ کتب
درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) حافظ شوکانی در کتاب التوضیح فی تواتر ما جاء فی المنتظر
والدجال والمسیح (۲) شیخ اکبر محی الدین ابن عربی در کتاب فتوحات
مکیہ و عنقاء المغرب (۳) حافظ جلال الدین سیوطی در کتاب العرف
الوردی فی اخبار المہدی (۴) حافظ محمد ابن یوسف در کتاب
البیان (۵) امیہ مومن الشبلنجی در کتاب نور الابصار (۶) زینی
دحلان مفتی مکہ در کتاب الفتوحات الاسلامیہ (۷) السید جمال الدین
عطاء اللہ بنا بر نقل ذہبی و حیلان (۸) سبط ابن جوزی در تذکرہ
خواص الامۃ (۹) شیخ شعرانی در کتاب الیواقیت والجواہر
(۱۰) خواجہ پارسا در کتاب فصل الخطاب (۱۱) سید جمال المحدث
در روضۃ الصفاء (۱۲) شیخ ملا علی متقی در مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
(۱۳) فضل ابن روزبہان در کتاب ابطال (۱۴) شیخ سلیمان ابن
ابراہیم الحنفی در ینابیع المودہ (۱۵) شیخ صلاح الدین صفدی در شرح

شرح دائرہ (۱۶) قاضی ساباطی در براہین ساباطیہ (علی مانقل عنہ) (۱۷) شیخ عطار صاحب دوادین معروفہ در کتاب مظہر الصفات وغیرہ (۱۸) سید علی ہمدانی (جو علمائے اہل سنت کے نزدیک بڑے صاحب مرتبہ و مقامات ہیں) ملاحظہ ہو کتاب نفحات الانس ملا جامی اور اعلام الاخیار کفوی اور فواتح میبدی) در مودۃ القربیٰ (۱۹) شیخ محمد صبان در کتاب اسعاف الراغبین (۲۰) اخطب خوارزم در مناقب خود (۲۱) شیخ ابوبکر بیہقی در شعب الایمان (۲۲) محدث عبدالحق دہلوی در رسالہ مناقب آئمہ اطہار (۲۳) شاہ ولی اللہ دہلوی در کتاب فضل مبین (۲۴) شیخ احمد ابن عبدالقادر عجیلی در کتاب ذخیرۃ المآل (۲۵) شیخ شہاب الدین دولت آبادی در ہدایۃ السعداء وغیرہ وذالک من العلماء الکبار اگر خوف طوالت مانع نہ ہوتا تو ان کے کلام حقیقت ترجمان سے اس مضمون کو ضرور زینت دی جاتی۔ ان کے اقوال و آراء دیکھنے کے شائقین حضرات نشان دادہ کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔ ان علمائے اعلام میں سے بعض حضرات نے تو مستقل کتب اور رسائل آنجناب کے وجود مسعود کے اثبات میں تحریر فرمائے ہیں جیسے (۱) کتاب البیان تالیف حافظ محمد ابن یوسف کنجی (مؤلف نے آپ کے متعلق ستر احادیث نقل کی ہیں) (۲) کشف المخفی فی مناقب المہدی (مولف علام نے ایک سو دس روایات آنحضرت کے متعلق نقل کی ہیں) (۳) التواضیح فی تواتر ماجاء فی المنتظر المہدی تالیف امام شوکانی (۴) العرف الوردی فی اخبار المہدی تالیف حافظ جلال الدین سیوطی۔

ازالہ شبہ

کہا جاتا ہے کہ جس طرح ان حضرات نے آنجناب کے تولد کی تصریحات فرمائی ہیں۔ اسی طرح بعض علماء نے وفات کی بھی تصریح کر دی ہے۔ لہٰذا اُن کے بقا کے لئے ثبوت درکار ہے۔ اس کے متعلق گذارش ہے کہ جب باعتراف فریقین آنجناب کا تولد تو ثابت ہو گیا۔ اب جو حضرات مدعی وفات ہیں ان کے ذمہ اس کا اثبات ہے۔ فقط یہ کہہ دینے سے کہ "آنجناب کی ۲۵۵ھ میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد ماجد کے انتقال کے وقت زندہ تھے۔ بعد ازاں معدوم ہو گئے۔ معلوم نہیں کہ کہاں اور کس طرح وفات پائی" جیسا کہ ذہبی نے تاریخ الاسلام میں لکھا ہے۔ اس کی بجائے ابن حجر مکی کا یہ قول کیوں نہ صحیح مانا جائے کہ ستر فی المدینۃ وغاب فلم یعرف این ذھب" صواعق محرقہ ص ۱۲۴ "یعنی آنجناب مدینہ میں مخفی رہ کر غائب ہو گئے بعد ازاں معلوم نہ ہو سکا کہ کہاں تشریف لے گئے یا شیخ سلیمان قندوزی الحنفی کا یہ قول کیوں نہ معتبر سمجھا جائے کہ "توفی ابوہ وھو ابن خمس سنین فاختفی الی الآن" ینابیع المودۃ ص ۴۵۱ "یعنی جب آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر پانچ سال تھی پھر مخفی ہو گئے۔ اور اب تک مخفی و مستور ہیں بہر حال یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ کسی چیز کے عرصہ وجود میں آنے کے بعد اُسے موجود ہی سمجھا جاتا ہے۔ جب تک اس کے عدم پر کوئی قطعی دلیل قائم نہ ہو۔ بنابریں جب ان حضرات نے ایک مرتبہ آنحضرت کے وجود مسعود کا اقرار کر لیا تو اب ان کی وفات دلائل قطعیہ سے ثابت کریں بتائیں کہ کہاں وفات پائی؟ کب پائی؟ کس طرح پائی؟ کہاں مدفون ہوئے؟ آخر امام زمان حجت خدا تھے۔ کوئی گمنام شخصیت تو نہ تھی کہ ان کی وفات کی کسی کو اطلاع نہ ہوتی۔

۱؎ اولاً اس لئے کہ یہ شبہ کوئی دلیل و برہان نہیں بلکہ محض استبعاد ہے جسکی وجہ سے دلائل و براہین سے ثابت شدہ ایک حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ثانیاً اسلئے کہ الخ ......

ہبی کی طرح فقط یہ کہہ دینے سے " کہ غائب ہو گئے معلوم نہیں کب اور کہاں وفات پائی" م نہیں چلتا۔ اگر اس مقام پر عمر طبعی والے شبہ کے ساتھ تمسک کرتے ہوئے آنجناب ی وفات کی سعی لا حاصل کی جائے تو اس ا تحقیقی جواب عنقریب شبہات کے جوابات یں عنقریب آرہا ہے۔ نیز مدعیان وفات احادیث نبویہ سے یہ امر ثابت کریں کہ حضرت مہدیؑ ایک دفعہ پیدا ہوکر وفات پا جائیں گے اور آخر زمانہ میں زندہ ہوکر خروج و ظہور یں گے۔ اور جب ایسا ثابت نہ کر سکے اور یقیناً نہیں ر سکتے کیونکہ احادیث میں بجائے وفات کے ولادت کے بعد آپ کی غیبت اور پھر ظہور کا تذکرہ موجود ہے۔ تو پھر ایسے رکیک شبہات کی بنا پر آنجناب کے وجود مسعود کا انکار کر کے انصاف کا خون نہ کریں۔

حضرت سلطان عصر ناموس دہر کے متعلق چند اہم شبہات کے جوابات واضح ہو کہ آنجناب کی طولانی غیبت اور غیر معمولی حیات و بقا کے متعلق بہت شبہات معاندین کی طرف سے کئے جاتے رہے ہیں ان میں اکثر و بیشتر تو ایسے بودے اور رکیک ہیں کہ وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کو علمی مقالات و مضامین میں لکھ کر ان پہ تبصرہ کیا جائے۔ ہاں البتہ وہ تین چار شبہے جو ہمیشہ مخالفین اور معاندین کی طرف سے بڑے طمطراق سے پیش کئے جاتے ہیں ہم انہیں ذیل میں بیان کر کے ان پہ تبصرہ کرتے ہیں۔

شبہ اولیٰ

جو لوگ آنحضرت کے موجود ہونے کے قائل ہیں کہ پ کی ولادت نیمہ شعبان ۲۵۵ھ میں واقع ہوئی اس طرح (ان) کی عمر اب یعنی ۱۳۸۰ھ میں گیارہ سو پچیس ۱۱۲۵ سال قرار پاتی ہے۔ حالانکہ بیان کیا جاتا ہے کہ انسان کی طبعی عمر ایک سو بیس سال ہے۔ پھر انسان کی اتنی طولانی عمر کیسے ہو سکتی ہے؟ والجواب وباللہ التوفیق فی هذا التحقیق! یہ شبہ بچند وجوہ باطل ہے اس لئے کہ اپنے مقام پر یہ امر محقق و مبرہن ہو چکا ہے" کہ ادل دلیل علے امکان الشیٔ وقوع الشیٔ" یعنی جب کسی چیز کے ممکن الوقوع اور غیر ممکن الوقوع ہونے میں نزاع ہو جائے تو اس کا امکان ثابت کرنے کی بہترین دلیل یہ ہے کہ وہ چیز خارج میں واقع ہو جائے اس کا منصہ شہود پہ آ جانا اس نزاع کو ختم کر دیتا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر وہ چیز ممکن الوقوع نہ ہوتی تو ہرگز نیستی سے نکل کر عرصہ ہستی میں قدم نہ رکھتی۔ لہٰذا اس قاعدہ کی بنا پر حضرت حجت عج کی اس قدر طولانی مدت تک زندہ رہنے کی بحث کرنا فضول ہے اس لئے کہ جب طویل عمر رکھنے والے بہت سے اشخاص اسی عالم میں گذر چکے ہیں اور کچھ ابھی تک بقید حیات ہیں جن کی عمریں طبعی عمر سے کئی گنا زیادہ ہیں تو پھر حضرت ولی عصر کا اس قدر طویل العمر ہونا کیوں محل تعجب قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت آدم کے متعلق کتب قدیمہ میں ملتا ہے کہ انہوں نے نو سو تیس برس کی عمر پائی تھی اور حضرت شیث کے متعلق نو سو بارہ برس لکھے ہیں اور حضرت نوح ہی کو لے لیجئے کہ جن کے متعلق خداوند عالم قرآن مجید میں خبر دیتا ہے فلبث فی قومه الف سنة الا خمسين عاما یعنی آنجناب نے نو سو پچاس سال اپنی قوم میں رہ کر فرائض تبلیغ انجام دیئے"۔ لیکن سلسلۂ تبلیغ سے پہلے اور ہلاکت قوم کے بعد کتنی مدت زندگی بسر کی قرآن اس کے متعلق خاموش ہے۔ مجموعی طور پہ ڈھائی ہزار سال تک روایات ملتی ہیں۔ بنا بریں حضرت مہدی کی عمر مبارک ابھی تک حضرت نوح کی عمر تک نہیں پہنچی۔ اور حضرت ادریس و عیسے علیہ السلام کے متعلق تمام مسلمانوں کا اتفاق

ہے کہ خداوند عالم نے ان کو حین حیات آسمان پر اٹھا لیا۔ جو ابھی تک وہاں بقید حیات موجود ہیں۔ جو خدا آسمان پر ان کو اس قدر مدت مدید تک زندہ رکھ سکتا ہے وہ خدا اس پر بھی قادر ہے کہ اپنی حجت بالغہ کو زمین پر رکھ کر ایک مدت مدید تک زندہ و سلامت رکھے۔ علاوہ بریں حضرت خضر (جو حضرت موسیٰ کے معاصر تھے) اور حضرت الیاس کے تاحال زندہ رہنے پر تقریباً تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ تو ان کے اس عرصۂ بعید تک زندہ رہنے پر یہ اعتراض کیوں نہیں کیا جاتا؟ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو آئمہ اہل بیت ہی سے کچھ کاوش ہے۔ فطرت انسانی کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس قدر طویل العمر افراد کی طولانی عمر کو نظر میں رکھنے کے بعد اب کسی شخص کے طبعی عمر جو بنا بر تسلیم سے زیادہ زندہ رہنے پر قطعاً کوئی تعجب نہ کرے جیسا کہ سید رضی الدین علی ابن طاؤس اعلی اللہ مقامہ نے اسی مقام پر کتاب کشف المحجہ میں ایک بہترین مثال دی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب سید موصوف کو بعض علمائے اہلسنت کے بغداد سے اسی موضوع پر مناظرہ کرنے کا اتفاق ہوا تو سید مرحوم نے ان کے استبعاد کو دور کرنے کیلئے یہ مثال پیش فرمائی۔ کہ اگر کوئی آدمی بغداد میں آکر یہ دعویٰ کرے کہ وہ پانی پر چل سکتا ہے اور اپنا یہ کمال دکھانے کیلئے ایک تاریخ مقرر کر دے تو تمہارا کیا خیال ہے؟ آیا اہل بغداد میں سے کوئی شخص ایسا رہ جائے گا جو مقررہ تاریخ پر اس مقام پر جہاں پانی پر چلنا ہے نہ پہنچ جائے اور اس کے اس کارنامہ کو دیکھ کر تعجب نہ کرے پھر وقت معین آنے پر وہ آدمی پانی پر چل کر دکھا دے اور بعد از اختتام یہ کہدے کہ اسی طرح کل دوبارہ میں اس پانی پر چل کر دکھاؤں گا تو کیا اس مرتبہ اسی طرح لوگ جمع ہوں گے جس طرح پہلی مرتبہ جمع ہوئے تھے۔ ہرگز نہیں۔ یقیناً آج حاضرین کی تعداد بہ نسبت پہلے دن کے بہت کم ہوگی۔ اس کے بعد جب دوسرے دن وہ یہ کہے کہ کل پھر یہی تماشہ دکھایا جائے گا تو کیا اب کی مرتبہ لوگ بدستور حاضر ہوں گے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یا تو کوئی آئے گا ہی نہیں یا کوئی شاذ و نادر آدمی آجائے گا۔ اور تیسرے دن یہ کہے کہ چوتھے دن پھر وہی سلسلہ جاری ہوگا۔ تو یقین ہے کہ کوئی آدمی بھی حاضر نہیں ہوگا۔ اور نہ اس کے اس فعل سے کوئی تعجب ہی کرے گا۔ بلکہ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے۔ بلاتشبیہ حضرت مہدی کی یہی مثال ہے۔ اگر اس قدر طویل عمر رکھنے کی کوئی پہلے مثال نہ دیکھ چکے ہوتے تو انہیں یہ استبعاد و استعجاب کرنے کا حق حاصل تھا۔ لیکن جب اس کی پہلے کئی مثالیں ان کے پیش نظر ہیں جن کا سابقاً تذکرہ کیا جا چکا ہے تو اب کسی قسم کا محل تعجب باقی نہیں رہنا چاہیئے۔ سید نے جو مثالیں پیش فرمائی ہیں وہ بالکل صحیح فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ لیکن جب فطرت ہی میں فتور واقع ہو جائے تو پھر وہ اپنا صحیح کام انجام نہیں دیتی اور اس طرح بے موقع و بے محل استبعادات و استغرابات کئے جاتے ہیں ع۔ اذا لم تکن للمرء عین صحیحۃ

فلا غرو ان یرتاب والصبح مسفر

یعنی گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

لہذا جب بعض مصالح و حکم کی بنا پر خداوند عالم اپنے انبیاء علیہم السلام کو غیر طبعی عمریں عطا فرما سکتا ہے تو اگر وہی ان انبیاء کے اوصیاء کو طویل عمریں عطا کر دے تو اس میں کونسا محذور و محال لازم آتا ہے کیونکہ محال عقلی ہرگز قابل تخصیص نہیں ہوتا۔ اگر اس قدر طویل العمر ہونا عقلاً محال ہوتا تو ہرگز یہ حضرات انبیاء اتنا عرصہ زندہ نہ رہ سکتے لیکن جب ان کی اس قدر طویل زندگیاں تقریباً تمام فرق اسلام کے نزدیک

مسلم ہیں تو حضرت حجت ؑ کے حق میں ایسا کیوں محال ہونے لگا۔ یہ اولیاء اللہ کے واقعات تھے۔ ہمیں تو کچھ اعداء اللہ ایسے نظر آتے ہیں جن کی عمریں سینکڑوں بلکہ ہزاروں بلکہ لاکھوں برسوں تک پہنچی ہوئی ہیں جیسے ابلیس جو ہمارے جد نامدار حضرت ابو البشر آدم علی نبینا و آلہٖ و علیہ السلام سے بھی کئی ہزار برس پہلے پیدا ہوا ہے اور اسی طرح دجال جو عہد ختمی مرتبت میں پیدا ہوا تا حال بقید حیات ہے جب دشمنان خدا اس قدر غیر طبعی عمریں حاصل کر سکتے ہیں تو کیا خلاق عالم اپنے بعض اولیاء کو غیر طبعی عمر تک زندہ نہیں رکھ سکتا۔

کتب تواریخ میں بہت سے طویل العمر اشخاص کے قصص و حکایات ملتے ہیں جن کے حالات میں بعض علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں جیسا مجالس سینہ میں مذکور ہے کہ ابو حاتم سجستانی نے معمرین کے متعلق ایک کتاب تالیف کی ہے۔ خوف طوالت مانع ہے۔ ورنہ[1] بعض کا ہم ذکر کرتے۔

بہر حال ہم نے ایسے افراد کے نام گنوا دیئے ہیں جن کا طویل العمر ہونا مسلمانوں کے نزدیک مسلم ہے کیونکہ ان میں سے بعض کا ذکر تو ایسی کتاب میں ہے جس کے متعلق "لاریب فیہ" کی سند موجود ہے۔ جب اخبار متواترہ اور آثار متکاثرہ سے آنجناب کا وجود مسعود ثابت ہو گیا تو محض ایسے استبعادات کی بنا پر ان کا انکار کر دینا عقلاً کا کام نہیں ہو سکتا۔ ثالثاً اس لئے کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ غیر طبعی عمر تک زندہ رہنا ممکن ہے تو ایسا اعتراض وہی شخص کر سکتا ہے جو خدا کی قدرت کا قائل نہ ہو۔ ورنہ جو خدا ہر شئے پر قادر ہے کیا وہ کسی ہستی کو ہزار یا دو ہزار برس تک باقی نہیں رکھ سکتا۔ ہزار دو ہزار برس کیا چیز ہیں وہ تو لاکھوں بلکہ کروڑوں برس تک اپنی مخلوق کو زندہ رکھ سکتا ہے کیا اصحاب کہف اب تک زندہ نہیں۔ کیا جناب خضر و الیاس اور عیسٰی اب تک زندہ نہیں؟ اعتراض کرنے والوں کو ان کی طولانی عمروں پر تعجب کیوں نہیں ہوتا۔ امام عصر ؑ کی عمر تو کچھ اوپر گیارہ سو سال ہی ہے۔

شبہ ثانیہ

یہ مان لیا کہ ان کا وجود ضروری ہے لیکن ایسے امام غائب کے وجود سے مخلوق کو کیا فائدہ جبکہ ہم نہ دیکھ سکتے ہیں نہ اس کے پاس جا سکتے ہیں نہ ان سے مسائل پوچھ سکتے ہیں۔ نہ اپنی حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ جب امام حجت خدا ہیں اور ان کا باقی رہنا ضروری ہے تو نظروں سے غائب کیوں ہیں آخر اس کی کوئی علت بھی تو معلوم ہونی چاہیئے

الجواب بتائید اللہ الملک الوہاب

یہ شبہ بچند وجہ درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ بہتر ہوتا کہ یہ ایراد خود خداوند عالم پر کیا جائے کیونکہ حضرت حجت ؑ کی مثال گذشتہ انبیاء میں بھی ملتی ہے جن کو خداوند عالم نے مبعوث کیا تھا لیکن ان کی قوموں نے بجائے ان کے مواعظ شافیہ اور نصائح کافیہ سے استفادہ کرنے کے ان پر بڑی بڑی مصیبتیں ڈھائیں کسی کو قید و بند میں رکھا کسی کو کسی کو آگ میں ڈالا۔ کسی کو قتل کیا۔ ان کے دردناک واقعات قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مذکور ہیں۔ "تاسرون فریقاً و تقتلون فریقاً" "یقتلون الانبیاء بغیر حق" خلاق عالم سے دریافت کرنا چاہیئے کہ بار الہا جب تجھے علم تھا کہ وہ لوگ بجائے ان کی ذوات مقدسہ کے خواص و برکات

[1] مثلاً عوج ابن عنق ۳۵۰۰ سال ضحاک ۱۰۰۰ سال طہمورث ۱۰۰۰ سال نعیل ابن عبداللہ ۷۰۰ سال سطیح الکاہن ۹۰۰ سال مذکور ہے

سے استفادہ و استفاضہ کے ان کو مختلف قسم کی اذیتیں دیں گے تو پھر ان کو بھیجا کیوں؟ جو جواب ان انبیاء کے حسن بعثت کے متعلق دیا جائیگا وہی جواب حضرت حجت ع کی غیبت کے متعلق ہے۔ اگر وہاں یہ جواب دیا جائے کہ ان کا مبعوث کرنا لطفاً خداوند عالم پر واجب تھا تاکہ معاندین پر اتمام حجت ہو جائے خلاق عالم خود اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے بعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس حجۃ علی اللہ بعد الرسل یعنی خداوند عالم نے انبیا کو مبشر و منذر بنا کر اس لئے بھیجا تھا تاکہ ان کے بعد لوگ خدا کے خلاف کوئی حجت نہ پیش کر سکیں اور لوگوں کا ان سے استفادہ نہ کرنا خود انہی کی شقاوت و بدبختی کا نتیجہ تھا۔ بعینہ یہی جواب باصواب ہم حضرت ولی عصر کے تقرر اور ان سے استفادہ نہ کرنے کے متعلق عرض کریں گے

(۲) عقلاً و نقلاً ــــ یہ بات ثابت ہے کہ ہر زمانہ میں امام کا وجود ضروری ہے اور زمین بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی۔ لیکن بعض اوقات کسی وجہ سے انظار عامہ سے معذ پوشش ہو جائیں تو اس سے کوئی محال لازم نہیں آتا۔ تاریخ اسلام سے واضح ہے۔ بلکہ خود قرآن مجید شاہد ہے کہ بہت سے انبیاء تھوڑی تھوڑی مدت کے لئے غائب رہ چکے ہیں تو پھر اس سوال کا کیا موقع ہے کہ کیوں غائب ہیں؟ خدا کی مصلحت بندے کیا جانیں جس طرح خدا نے کسی مصلحت سے حضرت ابراہیم، حضرت یونس، حضرت ادریس، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھوڑی تھوڑی مدت کے لئے غائب کیا تھا۔ وہی اپنی مصلحت کی بنا پر امام عصر ع کو بھی ایک وقت خاص تک کے لئے غائب کر سکتا ہے۔ غیبت کی مدت اگر کم و بیش ہے تو ہوا کرے اصل مسئلہ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ یہ تو تقاضۂ وقت پر مبنی ہے۔ جس قدر وقت و مصلحت کا تقاضا ہوگا اسی قدر غیبت قصیر و طویل ہوگی۔ ہمارے لئے یہ امر ضروری نہیں کہ علت غائیہ کو بھی معلوم کریں قرآن میں مومن کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ غیب پر ایمان رکھنے والا ہو نہ یہ کہ غیبت کی علت جاننے والا ہو۔

بالفرض اگر ہمیں علت غائیہ نہ بھی معلوم ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت کا وجود بھی نہ ہو کیونکہ کسی شے کی علت کا نہ جاننا اس کے عدم کی دلیل نہیں۔ اسی لئے خلاق عالم نے ایک گروہ کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ وکذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ۔ یہ لوگ جس چیز کا احاطہ علمی نہیں رکھتے اس کی تکذیب کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بڑی سخت غلطی ہے۔ ہم ہزاروں باتوں کی علت کو نہیں جانتے تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ چیزیں معدوم ہیں۔

(۳) اس میں کوئی شک نہیں کہ وجود نبی و امام ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ آیات و احادیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ زمین کبھی حجت خدا سے خواہ انبیاء ہوں یا ان کے اولیا خالی نہیں رہتی کیونکہ خلاق عالم کے اوپر لطفاً واجب ہے کہ وہ ان کا تقرر کرے اس لئے کہ ان کا وجود باعث قرب خدا اور معصیت الٰہی سے دوری کا موجب ہے۔ اس لطف کو پایۂ تکمیل تک پہنچنے کیلئے تین چیزوں کی ضرورت ہے اگر ان میں سے کسی چیز میں کمی واقع ہو جائے تو ان سے کما حقہ استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔

اوّل یہ کہ خداوند عالم کچھ ایسے ذوات مقدسہ خلق فرمائے جو فرائض نبوت و امامت کی انجام دہی کی اہلیت و قابلیت رکھتے ہوں۔

دوم یہ کہ وہ افراد کاملہ اس امانت کبریٰ اور سفارت عظمیٰ کو قبول کر لیں۔ سوم یہ کہ جب وہ اپنی صداقت و حقانیت حجج و براہین سے ثابت کر دیں تو مکلفین کا فرض ہے کہ ان کی اطاعت

مقدسہ کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور ان کو قدرت دیں۔ تاکہ وہ حفظِ حوزۂ دین اور اقامہ حدود اور بیان احکام غرض اپنے فرائض باحسن وجوہ انجام دے سکیں۔ ظاہر ہے کہ پہلے دو مرحلے خلاق عالم اور اس کے حجج طاہرہ یعنی انبیاء و ائمہ کے متعلق ہیں اور تیسرا مرحلہ لوگوں سے متعلق ہے۔ جو مراحل خدا و انبیاء و اوصیاء کے متعلق تھے ان میں کسی قسم کی کوتاہی واقع نہیں ہوئی جیسا کہ واضح ہے ہاں اگر تقصیر و کوتاہی ہوئی ہے تو مرحلہ سوم میں جو مکلفین کے متعلق تھا۔ ظاہر ہے کہ خلاق عالم نے ان کو خلق کر کے لوگوں کی طرف ان کو چاہے ضلالت سے نکالنے اور رشد و ہدایت کے جادہ پر پھر گامزن کرنے کیلئے بھیجا۔ لیکن ان سے کماحقہٗ استفادہ نہ کیا گیا۔ لہٰذا آسمان پہ وہ اٹھا لئے گئے یا انظار مردم سے روپوش کر دیئے گئے۔ اس کا ذمہ دار خدا کو نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ سخی و مہربان اور رحیم ہے اس کی شان کے خلاف ہے کہ کوئی نعمت دے کر بلا وجہ چھین لے۔ خدا کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے وہ کسی نعمت کو اپنے بندوں سے نہیں سلب کرتا جب تک بندے خود کفران نعمت کر کے اسے ضائع نہ کر دیں۔ یہ علت غیبت امام کی طرف بھی عائد ہو سکتی ہے کہ وہ خود بخود بلا وجہ غائب ہو گیا ہو۔ اور تبلیغ دین سے منہ چھپا کے بیٹھ گیا ہو۔ اگر وہ ایسا کر سکے تو خدا اسے امام ہی نہیں بنائے گا۔ نتیجہ صاف ہے کہ اس غیب ہونے کا سبب خود انسان ہی قرار پاتا ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے ما اصابکم من مصیبۃ الا بما کسبت ایدیکم ——— جو مصیبت تم پر پڑتی ہے وہ تمہارے ہی کرتوت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ امام کی غیبت کا سبب لوگوں کی سرکشی۔ ظلم و جور، فسق و فجور کفران نعمت اور تکذیب آیات الٰہی ہے۔ انبیاء و مرسلین جب کبھی غائب ہوئے ہیں اسی وجہ سے ہوئے ہیں کہ لوگوں میں کفران نعمت اور تکذیب آیات الٰہی اور ظلم و جور حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا۔ خدا نے ان کو یہ سزا دی کہ اپنے ولی اور اپنی حجت کو ان سے غائب کر دیا اور بادشاہان جابران پر مسلط ہو گئے۔

چنانچہ جب ہمارے دس آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کا زمانہ جن آلام و مصائب میں سہی گزر گیا اور گیارہویں تاجدار ولایت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو معتمد عباسی نے ۲۶۰ھ میں ظلم و جفا سے شہید کرا دیا تو اس نے آنجناب کے وصی و جانشین خلیفہ سید المرسلین حضرت ولی عصر امام مہدی عج کا تجسس شروع کیا تاکہ اس شمع امامت کو بھی گل کر دے لیکن خداوند عالم کو منظور تھا کہ یہ آخری شمع خاموش نہ ہو۔ لہٰذا ان کو حکم دیا کہ انظار مردم سے غائب و مستور ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت ولی عصر عج باذن ایزدی اپنی حفظ جان کے لئے مخفی و مستور ہو گئے۔ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ وسہل مخرجہٗ اب خدائے متعال ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے ظہور موفور السرور میں کب مصلحت ہے ہمارا کام تو دعائے تعجیل و دکشائش ہے اور بس ہم وقت ظہور معین و مقرر نہیں کر سکتے کیونکہ کذب الوقاتون کذب الوقاتون کذب الوقاتون "وقت مقرر کرنے والے جھوٹے ہیں" (اصول کافی وغیرہ) اگرچہ ہمیں ان کے وجود مسعود کے تفصیلی فوائد معلوم نہیں۔ لیکن تاہم ایسا بھی نہیں کہ کسی فائدہ سے اطلاع نہ ہو بلکہ بہت سے ایسے فوائد ہیں کہ جن کا ہمیں علم و یقین حاصل ہے چنانچہ حدیث جابر میں مروی ہے کہ جب حضرت ختمی مرتبت نے آئمہ اثناعشر کا ذکر کرتے ہوئے اس آخری حجت خدا کی غیبت کا ذکر فرمایا تو جابر نے عرض کیا کہ لوگ ان کے زمانۂ غیبت میں ان سے کس طرح منتفع ہوں گے

حضرات الصراط السوی مولفہ مولانا سید محمد سبطین صاحب اعلی اللہ مقامہ۔ در مقصود مولفہ سید اولاد حیدر بلگرامی اور سوانح عمری حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام مصنفہ حضرت ادیب اعظم مدظلہ وغیرہ وغیرہ

امام منتظر کے ظہور موفور السرور کی علامات

پیغمبر اسلام اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے اخبار و آثار اور علمائے اعلام کے تشریحی کلام حقیقت ترجمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت حجت کے ظہور لامع النور کی علائم دو قسم کے ہیں۔ (۱) علامات حتمیہ (جن کے ظاہر ہونے کے بعد یقیناً بہت جلد آنجناب ظہور فرمائیں گے) (۲) علامات غیر حتمیہ۔ پہلی قسم کی علامات کو بالاختصار ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

علامات حتمیہ کا اجمالی بیان

جس سال ظہور موفور السرور ہوگا اسی سال یا اس سے کچھ پیشتر یہ علامات ظاہر ہونگی۔

(۱) خروج سفیانی۔ بنی امیہ میں سے ایک شخص شام سے خروج کرے گا۔ اور قتل و غارت کیلئے اٹھے گا۔ اس کا نام عثمان ابن عنبسہ سفیانی ہوگا۔ وہ اسی سال ماہ رجب میں خروج کرے گا۔ اور کوفہ کو تباہ کر دے گا۔ اور سب سے زیادہ مصیبت اہل کوفہ کو پڑے گی (۲) خسف بیدا سفیانی کا لشکر جب مدینہ میں امام علیہ السلام کے قتل کے مشئوم ارادے سے جائے گا تو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک صحرا ہے جس کو بیدا کہتے ہیں۔ وہ اندر دھنس جائے گا۔ اور لشکر سفیانی تمام اس کے اندر دھنس جائے گا۔ صرف دو شخص زندہ بچیں گے۔ جن کے منہ پشت کی طرف پھر جائیں گے۔ ایک آنجناب کو اس واقعہ کی خبر دے گا۔ اور یہ اچھا ہو جائے گا۔ دوسرا سفیانی کو جاکر اس کی اطلاع دے گا۔ اور وہ اسی حالت میں ہلاک ہوجائے گا (۳) خروج دجال۔ جس کا نام صائد ابن اصید یا صید ابن صائدہ ہے اور آنحضرتؐ کے زمانے سے زندہ اور موجود ہے آنحضرت کے ساتھ اس کو بعض اصحاب نے بھی دیکھا ہے۔ سیستان سے خروج کرے گا۔ اس وقت دعویٰ خدائی کرے گا۔ اور وہ وقت نہایت ابتلا اور آزمائش کا وقت ہوگا۔ امام علیہ السلام اس کو قتل کریں گے اور اس کے نجس وجود سے صفحہ عالم کو پاک کریں گے۔ (۴) قتل نفس زکیہ۔ ایک سیدزادہ محمد ابن الحسن الزکی عین کعبہ میں بے جرم و گناہ قتل کر دیا جائے گا۔ اور اس نفس زکیہ کے قتل کے پندرہ دن بعد آنجناب کا ظہور ہوگا۔ (۵) اسی سال ماہ رمضان میں چاندگہن اور سورج گہن ہوگا۔ اور خلاف قواعد منجمین ہوگا۔ چاندگہن ہمیشہ جب ہوتا ہے جبکہ بدر ہو جائے لیکن یہ چاند گہن خلاف قاعدہ آخری تاریخوں میں ہوگا۔ اور سورج گہن اوائل ماہ میں ہوگا۔ حالانکہ ہونا چاہیئے آخر ماہ ایام محاق میں۔ یہ انقلاب عالم کی نشانی ہے گویا کہ یہ امام علیہ السلام کا ایک اعجاز ہوگا۔

ازالہ توہم

یہی وہ ایک علامت ہے جس سے جھوٹے مدعی مہدویت دھوکا دیا کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ماہ رمضان میں سورج اور چاند کو گہن ہوا تھا۔ لگے ہاتھوں مرزا صاحب قادیانی نے اس کو اپنی مہدویت

کا نشان قرار دیتے ہوئے عوام کو دھوکا دیا۔ اور کہا کہ روایت کسوفین میرے حق میں پوری ہو گئی۔ تو اس کے متعلق اولاً یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مطلقاً ماہ رمضان میں چاند گہن اور سورج گہن کا ہونا علائم ظہور میں سے نہیں ہے۔ ایسا تو کئی دفعہ ہوا ہے۔ بلکہ سینکڑوں مرتبہ۔ کتاب حدائق النجوم فارسی اور آئینہ مذہب قادیانی وغیرہ کتب میں وہ طویل الذیل فہرست ملاحظہ ہو جو ماہِ رمضان میں کئی سالوں کے کسوفین کے متعلق دی گئی ہے۔ علائم ظہور میں وہ چاند گہن اور سورج گہن ہے جو بے قاعدہ ہوگا۔ جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے۔ ان لمهدینا آیتین ما کانتا منذ خلق الله السموات والارض الخ (ابن ماجہ) اور ایسا ابھی تک نہیں ہوا۔ ثانیاً احادیث میں یہ موجود ہے کہ یہ علامت قیام قائم سے پہلے ظاہر ہوگی۔ (ایتان تکونان قبل قیام القائم الخ) لیکن وہ کسوفین جو کہ مرزا کے وقت میں ہوا تھا مرزا کے دعویٰ مہدویت کے چار برس بعد واقع ہوا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے تیرہ سو آٹھ (۱۳۰۸ھ) میں مہدویت کا دعویٰ کیا اور تیرہ سو بارہ (۱۳۱۲ھ) ہجری میں کسوفین ماہ رمضان میں واقع ہوا۔ لہٰذا مخالف احادیث ہونے کی وجہ سے یہ علامت ان پہ منطبق نہیں ہو سکتی۔ (۶) مشرق میں فضا کے اندر ظاہر ہوگی جو تین دن تک رہے گی

علامات غیر حتمیہ کا اجمالی بیان

واضح ہو کہ علامات غیر حتمیہ بکثرت ہیں اخبار و آثار کے دیکھنے سے ان کا شمار تقریباً چار سو تک پہنچ جاتا ہے۔ ان سب کا عدد احصا کرنا مقصد مضمون سے خارج ہونے کے علاوہ اس مختصر مضمون میں مشکل بھی ہے

ہاں بموجب ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ یہاں اجمالاً چند علامات ذکر کی جاتی ہیں۔ وفیہا عبرة للمعتبر لیکن افسوس ما اکثر العبر واقل الاعتبار۔

(۱) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ شارکت النساء ازواجهن فی التجارة ویکثر البواسیر والجذام والموت الفجأة یتشبہ الرجال بالنساء والنساء بالرجال ویخرج العبید عن طاعة ساداتهم یعنی حرص و ہوس کا یہ عالم ہوگا کہ عورتیں اپنے مردوں کے ساتھ مل کر تجارت کریں گی۔ اور مرض بواسیر اور جذام عام ہوگا۔ اور ناگہانی موت بکثرت واقع ہوگی۔ مرد (شکل و شمائل میں) عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کریں گے۔ اور عورتیں مردوں کے ساتھ تشبہ پیدا کر لیں گی کسی منچلے شاعر نے کیا خوب شعر کہا ہے۔ ؎

عورت کے کٹے بال، منڈی مرد کی مونچھیں
ان سے ذرا پوچھئے مادہ ہو کہ نر ہو

غلام اپنے آقاؤں کی اطاعت اور فرمانبرداری چھوڑ دیں گے۔ نیز احادیث کثیرہ میں وارد ہے کہ آنحضرت نے فرمایا تھا کہ قیام قائم سے پیشتر ساٹھ جھوٹے دعویٰ نبوت دعوی نبوت کریں گے۔ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

(۲) حضرت امیر المومنین علیہ السلام اسی سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ یکون امراء کفرة و امناء خونة وعرفاء فسقة یفشو الربا ویکثر اولاد الزنا تتناکر المعارف تستکفی النساء بالنساء والرجال بالرجال یعنی اسی دور کے امراء اور سلاطین بالکل کافر یا کافر صفت اور امین خائن اور عارف فاسق و فاجر ہوں گے۔ (وائے برحال عوام کالانعام) سود کا دور دورہ

ہوگا۔ ولد الزنا بکثرت ہوں گے۔ معروف منکر سمجھا جائے گا۔ مرد عورتوں پر (بذریعہ چپٹی) اور مرد مردوں پر (بواسطہ لواطت) اکتفا کریں گے۔

(۴) روضۂ کافی میں حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے ایک طویل حدیث ان علامات کے بیان میں مروی ہے اس میں سے چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

الجور قد شمل البلاد والشر ظاهر لا ينهى عنه الجار يوذي جاره الرجل ينفق المال الكثير في غير طاعة الله ولا ينفق القليل في طاعة الله - النساء يتخذن المجالس كما يتخذها الرجال البدع والزنا قد ظهر الحرام يحلل والحلال يحرم الرجل يأكل من كسب امرأته من الفجور المصلي انما يصلي لتراه الناس الفقيه يتفقه لغير الدين يطلب الدنيا والرياسة ترك الامر بالمعروف والنهي عن المنكر الاذان والصلوة بالاجر المنابر - يؤمر عليها بالتقوى ولا يعمل القائل بما يامر الصلوة قد استخف باوقاتها الخ

(ترجمہ حدیث) تمام بلاد میں ظلم و جور عام ہو جائیگا شرور و معاصی ظاہر ہونگے۔ لیکن ان سے روکا نہ جائے گا پڑوسی اپنے پڑوسی کے درپے آزار ہو گا۔ اس وقت آدمی بہت سے مال معصیت الٰہی میں خرچ کرے گا۔ لیکن تھوڑا سا مال راہِ خدا میں خرچ نہیں کرے گا۔ عورتیں مردوں کی طرح مجالس و محافل (میٹنگیں) منعقد کریں گی۔ بدعت اور زنا کا ظہور و شیوع ہو گا۔ حرام خداوندی حلال اور حلال ایزدی حرام کر دیا جائے گا۔ زدیوسی کا یہ عالم ہو گا، کہ مرد اپنی عورت کی......... کی کمائی کھائیں گے۔ نمازی لوگ لوگوں کے دکھلانے کیلئے نماز پڑھیں گے۔ فقیہ لوگ دین حق کیلئے علم فقہ حاصل نہیں کریں گے۔ بلکہ طلب دنیا اور ریاست کیلئے پڑھیں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (الیاہم فریضہ) ترک کر دیا جائے گا۔ آذان و نماز اجرت پر پڑھی جائے گی۔ منبروں پر تو ورع و تقویٰ کا حکم دیا جائیگا۔ (اور دوہی کا بلاتے) لیکن حکم دینے والے حضرات اپنے امر و احکام پر عمل نہیں کریں گے۔ ولنعم ما قال الحافظ الشیرازی:

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر می کنند
مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر مے کنند

اوقات نماز کو خفیف سمجھا جائے گا۔ الخ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

نیز بہت سی احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ منجملہ علائم ظہور یہ بھی ہے کہ اس وقت موت احمر (بسبب جنگ و جدال) اور موت ابیض (بوجہ طاعون و وبا) کی کثرت ہوگی۔ جس سے لوگوں کے دو ثلث (۲/۳) ہلاک ہو جائیں گے۔ فقط ایک ثلث (۱/۳) باقی رہ جائے گا۔ اعاذنا الله من فتن آخر الزمان وشرورہا۔ بحق صاحب الزمان وآبائہ الکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

قائم آل محمد کے ظہور کے بعد کیا ہوگا

اس مختصر سے سوالیہ جملہ کے جواب میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ کتب مفصلہ کے صفحات ان آنے والے خوشگوار واقعات کی تفصیلات سے لبریز ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس زمان سعادت اقتران میں وہ سب کچھ ہوگا جسے تشنتیہ الانفس وتلذبہ الاعین۔ ظفر و نصرت

کے ایمان افزا مظاہرات دیکھ کر یومئذ یفرح المومنون
بہر حال اس خیال سے کہ مضمون کا یہ حصہ بالکل خالی نہ
رہ جائے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ناظرین کرام کے
جلاءِ ایمان کی خاطر چند امور بطور ارمغان پیش کئے جاتے
ہیں۔ ہاں سوال یہ تھا کہ قائم آل محمد کے ظہور کے بعد کیا ہوگا
جواباً گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل امور کا ظہور ہوگا۔
(۱) آپ کے مظفر و منصور لشکر میں شمولیت کا فیض جن
اور ملائکہ بھی حاصل کریں گے (۲) ہر قسم کے حیوانات اور
طیور غرض کہ درند و چرند و پرند کی باہمی نفرت و عداوت
ختم ہو جائے گی۔ اور سب مل جل کر نہایت ہی خوشگوار
زندگی بسر کریں گے۔ (۳) آنجناب کی ہمرکابی کا شرف
حاصل کرنے اور سلطنت حقانیہ ایمانیہ کا جلوہ دیکھنے
کیلئے بعض مومنین موقنین زندہ کئے جائیں گے۔ (۴)
زمین اپنے تمام چھپے ہوئے خزانے خدمتِ امام میں حاضر
کر دے گی (۵) بارش اور گھاس درخت اور میوہ
جات اور دیگر نعمات بکثرت ہوں گی۔ (۶) تمام اصحاب و
احباب اس قدر تونگر و بے نیاز ہوں گے کہ حقوق مالیہ
کا مستحق ملنا دشوار ہو جائے گا۔ (۷) آنجناب کے وجود ذی
جود کے برکات سے مومنین کی عقلیں کامل ہو جائیں گی (۸)
لوگوں کے لوح صدر پہ حسد و کینہ کا جو غبار ہوگا وہ محبت و
آشتی کے پانی سے زائل ہو جائے گا (۹) اصحاب و احباب
کو بینائی اور شنوائی کی قوت خارج از عادت دی جائیگی
یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے ساکنین ایک دوسرے
کو دیکھ سکیں گے۔ اور آپس میں بات چیت کر سکیں
گے (۱۰) اہل ایمان سے سب بدنی بلیات و آفات و عاہات
دور کر دی جائیں گی۔ (۱۱) تمام روئے زمین پہ شرقاً و غرباً
براً و بحراً آنجناب کی سلطنت ہوگی (۱۲) تمام زمین آپ کے
عدل و انصاف اور دیگر مراحم و الطاف سے اس طرح پُر
ہو جائے گی جس طرح پہلے ظلم و جور تشدد اور استبداد سے
پُر ہو چکی تھی (۱۳) تمام ادیان باطلہ حرفِ غلط کی طرح لوح
جہاں سے مٹا دیئے جائیں گے۔ ہر چہار طرف عالم میں
مذہب حق کا کلمہ پڑھا جائے گا۔ اس وقت آیت مبارکہ
ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ
علی الدین کلہ کی عملی تفسیر ظاہر ہوگی۔ کما اعترف بہ المفسرون
(۱۴) حضرت عیسیٰ علی نبینا و آلہ و علیہ السلام آنجناب کی نصرت
کا شرف حاصل کرنے کیلئے آسمان سے زمین پر نزول اجلال
فرمائیں گے۔ اور آنجناب کی اقتدا میں فریضہ نماز ادا کریں گے
(۱۵) دجال کے نجس وجود سے ظرف عالم کو پاک کر دیا
جائے گا۔ (۱۶) قائم آل محمد کی دولت ایقانیہ اور سلطنت
ایمانیہ قیام قیامت تک دائم و قائم رہے گی۔ الی غیر ذلک
من الوقائع الکثیرۃ المفرحۃ اللھم عجل فرجہ
وسھل مخرجہ واکحل ناظرنا بنظرۃ منا الیہ و
اجعلنا من اعوانہ وانصارہ۔ (اکمال الدین۔
منن الرحمٰن۔ غایۃ المقصود وغیرہ کتب ملاحظہ ہوں۔)

زمانہ غیبت میں مومنین کی شرعی تکالیف

یہ دور ابتلا جس میں بظاہر ہماری اپنے آقائے
نامدار حجت کردگار تک رسائی نہیں۔ نہایت ہی
مصائب و آلام کا دور ہے۔ مختلف شیاطین انسی و
جنی دولت ایمان و ایقان پہ ڈاکہ ڈالنے کیلئے گھات
میں بیٹھے ہیں۔ بقول مخبر صادق اسی دور حیات میں
دولت ایمان کا محفوظ رکھنا کف دست پہ آگ کا انگارہ
رکھنے سے زیادہ مشکل و تکلیف دہ ہے۔ لہذا اس زمانے
میں اپنے متاع ایمان کو وساوس شیطانیہ اور ھواجس

نفسانیہ سے محفوظ و مصئون رکھنا جوع شیر لانے سے زیادہ مشکل ہے۔ اخبار و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دورِ پُر فتن میں اکثر لوگوں کے ثبات قدم میں لغزش اور ایمان میں تذبذب پیدا ہوگا۔ بلکہ خروج از دین کی ہولناک پیش گوئیاں موجود ہیں انہی مشکلات کے پیش نظر ثابت قدم رہنے والے حضرات کی آئمہ طاہرین نے بہت مدح فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت امام زین العابدین فرماتے ہیں۔ من ثبت علی ولایتنا فی غیبۃ قائمنا اعطاہ اللہ اجر الف شہید من شہداء بدر جو شخص ہمارے قائم کے زمانہ غیبت میں ہماری امامت و ولایت پر ثابت قدم رہے گا خداوند عالم اُسے شہدائے بدر کے ہزار شہیدوں کا اجر عطا فرمائے گا۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے ابی خالد کابلی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

یا ابا خالد ان اھل زمان غیبتہ القائلین بامامتہ المنتظرین لظہورہ افضل من اھل کل زمان لان اللہ تعالیٰ اعطاھم من العقول والافہام والمعرفۃ ما صارت الغیبۃ عندھم بمنزلۃ المشاھدۃ وجعلھم فی ذلک الزمان بمنزلۃ المجاھدین بین یدی رسول اللہ بالسیف اولئک المخلصون حقا و شیعتنا صدقا والدعاۃ الی دین اللہ سرا و جھرا۔ اے ابا خالد ہمارے قائم کے زمانہ غیبت کے وہ لوگ جو آپ کے امامت کے قائل اور ظہور کے منتظر ہوں گے وہ ہر زمانے کے لوگوں سے بہتر و برتر ہیں۔ کیونکہ خداوند عالم نے انہیں ایسے عقول کاملہ و افہام تامہ عنایت فرمائے ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے ان کے نزدیک غیبت بمنزلہ حضور و مشاہدہ ہوگئی ہے۔ خدائے تعالیٰ نے انہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں رہ کر تلوار سے جہاد کرنے والوں کی طرح قرار دیا ہے۔ یہی لوگ ہمارے مخلص اور حقیقی شیعہ ہیں اور پوشیدہ اور کھلم کھلا طور پہ دین حق کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ بہرحال اس پر آشوب زمانہ میں علاوہ عمومی تکالیف و وظائف شرعیہ کے بالخصوص چند وظائف شرعیہ کی انجام دہی مومنین پہ عائد ہوتی ہے۔ (۱) اس برگزیدہ خلائق امام عصر کی فرقت اور جدائی کی وجہ سے ہر وقت مکروب محزون رہنا جو کہ حقیقی محبت و مودت کا فطری تقاضا ہے۔ پس جو لوگ باوجود دعویٰ محبت و اخلاص آنجناب کی غیبت دیکھتے ہیں اور ان کو اس سے مس نہیں ہوتے۔ حقیقت میں نگاہیں ان کے اس دعویٰ میں حقانیت و صداقت نہیں دیکھتیں۔

(۲) ہر وقت فرج و کشائش کار کی انتظار کرنا۔ سلطنت عادلہ کے قیام اور ظلم و عدوان کے قلع قمع ہونے اور عدل و انصاف سے معمورۂ ارض کے مملو و مشحون ہونے کی امید کامل رکھتے ہوئے آنجناب کی نصرت کیلئے ہر وقت مہیا و آمادہ رہنا۔ اس انتظار کو لسان اخبار میں افضل الاعمال سے تعبیر کیا گیا ہے ابھی اوپر منتظرین کی فضیلت میں ایک حدیث شریف ذکر ہو چکی ہے۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ (۳) آنجناب کے وجود مسعود کی صحت و سلامتی اور حفاظت و حراست کیلئے اپنے مہر و محبت کا ثبوت دیتے ہوئے صدقات و خیرات اور دعوات کرنا اس سلسلہ میں بہترین دعا ہر وقت بالعموم اور لیالی قدر میں بالخصوص یہ دعا ہے۔ اَللّٰھُمَّ کُنْ لِوَلِیِّکَ الْحُجَّۃِ ابْنِ الْحَسَنِ صَلَوٰتُکَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰبَائِہٖ فِیْ ھٰذِہِ السَّاعَۃِ وَفِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ وَلِیًّا وَّحَافِظًا وَّقَائِدًا وَّدَلِیْلًا وَّنَاصِرًا حَتّٰی تُسْکِنَہٗ اَرْضَکَ طَوْعًا وَّتُمَتِّعَہٗ فِیْھَا طَوِیْلًا (۴) آنجناب کی تعجیل ظہور کیلئے بکثرت دعا کرنا بلکہ اسے اپنے حاجات سے مقدم کرنا چنانچہ آنجناب کا ارشاد ہے۔ اکثروا الدعاء لتعجیل الفرج فان فیہ فرجکم میری کشائش کار کی جلدی کیلئے بکثرت

دعا کرو۔ کیونکہ اس میں خود تمہاری کشائش مضمر ہے۔

(احتجاج طبرسی) (۵)۔ دعائے عہد مندرجہ مفاتیح الجنان ص ۵۴۹

کا چالیس دن تک پڑھنا۔ جس کے متعلق حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کا پڑھنے والا حضرت حجت کے اعوان و انصار میں سے ہوگا اور اگر ان کے ظہور سے پہلے مرگیا تو خدا اسے دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ اس شرف سے مشرف ہو سکے۔ (۶) اپنے ایمان و ایقان کی سلامتی کیلئے دعائے غریق کا پڑھنا جسکے پڑھنے کا حکم اس دور پر فتن میں حضرت صادق علیہ السلام نے دیا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ نیز دعائے ذیل کا پڑھنا بھی مقصد بالا کیلئے آئمہ طاہرین سے مروی ہے۔ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ نَفْسَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِيْ نَفْسَكَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِيَّكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ نَبِيَّكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِيْ نَبِيَّكَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِيْ ——— ثبتنا الله بالقول الثابت فی الحيوة الدنيا ويوم يقوم الاشهاد و جعلنا من اعوان الحجة و انصاره و شرفنا بلقائه و زيارته ع لكل اناس دولة يرقبونها و دولتنا فی اخر الدهر يظهر ع الی الحشر حتی يبعث الله قائما يفرج ان الهم و الكربات

قطعہ

از جناب سید محمد اصغر صاحب نقوی لکھنؤ

دنیا کو ظلم و جور سے یوں پاک کر دیا ٭ ہر اک سرِ غرور تہِ خاک کر دیا

اصغر تھی ایک ضرب ہی مظلومیت کی وہ ٭ جس نے یزیدیت کا جگر چاک کر دیا

قطعہ

ہستی کے مطلعِ دیواں ہے حسینؑ

ہر مصرعۂ انتخاب عرفاں ہے حسینؑ

کہتی ہے شہیدوں کے لہو کی سرخی

افسانۂ زندگی کا عنواں ہے حسینؑ

★